ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

اقبال اور عصبیت

Iqbal and Nihilism

Nisar Ali
PhD Scholar Department of Urdu Sarhad University Peshawar
Samina
MPhil Scholar GC University Lahore
Dr.Muhammad Imtiaz
Associate Professor Department of Urdu Sarhad University Peshawar

Abstract

The concept of unity of the nation is an Islamic concept, the central point of which is to integrate individuality into collectivity. When Hazrat Iqbal thoroughly analyzed European nationality, he came to the conclusion that nationality as a political system is an inhuman system. When he saw its practical results from Europe, he feared that this sentiment was very dangerous for Islamic countries. When the Arab countries helped the British against the Turks, it became clear to him that this trick was effective. After long study and observation, Iqbal came to the conclusion that patriotism is the stepping stone to the unity of the nation. So he explained the corruptions, ugliness, and consequences of the concept of nationality and clarified the concept of nation.

Although Allama Muhammad Iqbal was a believer in geographical and national nationality in his early days, he was also its propagator. His words, "Hundi hum watan he sara jahan hamara" are proof of this. Later, during his educational journey to Europe, he made a deep study of the conditions of Europe and analyzed all aspects of nationality. Its corruptions, ugliness, and bad effects came to light. Later, a comparative analytical study of the concepts of Islam changed the direction of his thinking. The vehemence with which he rejected and refuted the negation of modern nationality in India is his specialty. This concept became the basic point of the concept of Pakistan. Most of his poems, prose, letters, articles, essays, and sermons are there to explain, interpret, criticize, and interpret this concept.

Key Words : Allama Muhammad Iqbal, Nihilism, Unity of the nation, integrate individuality, inhuman system, Hindi, propagator, vehemence, criticize.

عصب کا لفظی معنی ہے "بدن کا پٹھہ" اور عصبہ عربی زبان میں والد کی طرف کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں کیونکہ معاشرہ میں عموماً دادھیال (باپ کے رشتہ دار) ہی کی وجہ سے خاندان کی تقویت کا معیار سمجھا جاتا ہے اور انہی رشتہ داروں کی طاقت کو اگلی نسل اپنی طاقت سمجھتی ہے اس لیے عصبیت اور تعصب کا مفہوم اہل لغت نے یہ بیان کیا کہ "اپنے آباؤ واجداد اور اپنی قوم پر فخر کرنا، ان کی حمایت کرنا" لیکن اسلامی اصطلاح میں تعصب کا مفہوم رسول اکرمؐ نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا، جب واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ! عصبیت کیا ہے) فرمایا، عصبیت یہ ہے کہ تو ظلم پر اپنی قوم کی حمایت کرے۔

علامہ اقبال ایک طرف تو مغربی تعلیم اور جدید فلسفے کی گہرائیوں سے آشنا تھے۔ اور دوسری طرف مشرقی سادگی اور اسلامی ذہنیت کے مالک تھے۔ جو اسلام کے بزرگوں کی نگاہوں کا عطیہ تھا۔ ایک جگہ کہتے ہیں۔

عجمی خم ہے تو کیا ئے تو حجازی ہے مری
نغمہ ہندی ہے تو کیا ئے تو حجازی ہے مری (1)

اس حجازی ئے میں ان کے والدین کا بھی حصہ تھا۔ اپنی والدہ کی یاد میں جو نظم لکھی ہے اس میں گویا ہوتے۔

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر مرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا
دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات

تھی سراپا دنیا کا سبق تیری حیات (2)

اسی اعلیٰ قدروں والی تربیت اور اپنے سوچ کے صحیح انداز کے باعث علامہ اقبال نے برصغیر کے قدیم آریا یونانی اور جاہلیت کے زمانے کے عربوں کے عصبت کے نظریہ کی موافقت نہ کی۔ ان قوموں کا نظریہ تھا کہ اپنی زبان بولنے والوں کے علاوہ دوسروں کو جاہی ہی نہیں بلکہ وحشی بھی سمجھا جائے۔ اسلام نے نسلی، نسبی لسانی اور وطنی خیالات کو برا قرار دیا۔ کیونکہ ان کے باعث بزرگی اور شرافت کسی خاص گروہ یا قبیلہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اسلام نے یہ کہہ کر اِنَ اَکرَ مَکُم عِندَ اللہِ اَتقَکُم۔(یعنی تم سب میں سے شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو) فقط انسان کے عمل کو بزرگی اور عزت کا پیمانہ قرار دیا۔ نسل، نسب، زبان، رنگ، عصبیت (اس کے معنی طرفداری، اقربا پسندی، اپنایت کا لحاظ ہیں) اور جغرافیائی تعلقات کو توجہ کا مستحق نہیں سمجھا۔ اسلام ان حد بندیوں کے حق میں نہیں۔ وہ انسان کی برتری اور قدر کو پیدائشی اور خاندانی اعتبار سے نہیں مانتا۔ بلکہ اسے موقع اور حق دیتا ہے کہ وہ خود اپنی محنت اور اچھی کارکردگی سے اپنے لیے ایک مقام پیدا کرلے۔ اسی لئے علامہ اقبال کے نزدیک ملت اسلامیہ کا تصور یہ ہے :

ع خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی (3)

اسی اسلامی تعلیم کا اثر تھا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے جب لوگوں نے نسبت کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے جواب دیا۔ "سلمان ابن اسلام" یہ جواب صرف ایک شخص کا نہ تھا، بلکہ اس نظام کی نمائندہ کرتا ہے۔ جو عصبیت کی بجائے اخوت اور انسانی مساوات کے خصوصی امتیازات رکھتا ہے۔

یورپ کے سیاست دانوں نے جب دیکھا کہ مختلف قومیں اور مختلف ملکوں کے مسلمان ترکوں کی قیادت میں مل جل کر رہ رہے ہیں تو انہوں نے اسلامی قوت کو کمزور کرنے کی خاطر ان مختلف ملکوں کے مسلمانوں میں عصبیت، وطنیت اور قومیت کے جذبات کو ابھارا جس کے نتیجہ میں ایک ملک دوسرے ملک سے الجھا۔ اور پھر ایک ملک کے رہنے والوں میں ایک دوسرے سے نفرت اور بیزاری کے جذبات ابھرے نتیجہ یہ ہوا کہ ملت کا شیرازہ بکھیر گیا۔ مسلمان اسلامی تعلیمات کو بھول گئے۔ بقول علامہ اقبال وہ یہ فراموش کر بیٹھے!

جو کریگا امتیاز رنگ وخوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر (4)

یہ عصبیت ہی ہے، جو انسان کو کھوٹے اور کھرے میں تمیز کرنے نہیں دیتی بلکہ اسے مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اپنوں کی خاطر انسان بڑے بڑے جرموں کا ارتکاب کرتا ہے۔ یا ان کی برائیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے علاوہ ازیں اگر ایک لمحہ کے لیے سوچیں تو معلوم ہوگا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سارے انسان ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہوں۔ جبھی تو علامہ اقبال نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ وہ اسلام کے پیغام ہی کو مختلف زاویوں سے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں:

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انسان کو
اُخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زبان ہو جا
یہ ہندی وہ خراسانی، یہ افغانی وہ تورانی
تو اسے شرمندہ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا (5)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

بتاں رنگ دخون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی (6)

علامہ اقبال مختلف تعصبات اور باہمی تنازعات کو ختم کرنے کے لیے توحید و رسالت کا ہی بار باز ذکر کرتے ہیں۔ جیسے

ملت بیضا تن وجاں لاالہ
ساز مارا پردہ گرداں لاالہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

از رسالت ہم نوا گشتیم ما

ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما(7)

انہی کے ذریعہ سے عربوں میں ملی وحدت کا روحانی رشتہ قائم ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے توحید و رسالت کے بعد عصبیت کے مادی بت کو توڑتے ہوئے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا۔"عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عرب پر کوئی فضلیت نہیں۔ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو۔ اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے" علامہ اسی مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں:

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم

چمن زادیم واز یک شاخساریم

تمیز رنگ و بو بر ما حرام است

کہ ما پروردہ یک نو بہاریم(8)

دوسرے مقام پر گویا ہوتے ہیں:

جوہر ما با مقامے بستہ نیست

بادہ تندش بجائے بستہ نیست

قلب ما از ہند و روم و شام نیست

مرز بوم او بجز اسلام نیست(9)

علاقہ اقبال نے اپنی زندگی میں او بیش بیش ہزار شعر کہتے ہیں۔ اشعار کی زیادہ تعداد ایسی ہے۔ جس سے حرکت اور حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور انسنا ہر قسم کی عصبیت سے بچ کر عمل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ان کا محبوب پرندہ شاہین بھی سخت کوشی، بلند پروازی اور رفعت پسندی کا عملی ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ ان کے نزدیک لالہ زندگی کی حرارت کا زمینی اظہار ہے۔ اور شفق اس کا آسمانی مظہر اچھلتی، پھسلتی اور سنبھلتی ہوئی ندی بھی اسی حرارت کو ظاہر کرتی ہے۔ علامہ فن کو سنوارنے کی بجائے زندگی کو سنوارنے کے خواہشمند تھے۔ اسی سے ان کے اجتہادی تصورات کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے ہنگامی شاعری کی بجائے قومی اور ملی شاعری کی۔ ان کا چلتا ہے۔ انہوں نے ہنگامی شاعری کی بجائے قومی اور ملی شاعری کی۔ ان کا مقصد بہت وسیع تھا۔ ان کی آنکھیں برصغیر پاک و ہند کی حدوں کو پار کرکے ساری انسانی دنیا کو عام طور پر اور اسلامی دنیا کو خاص طور پر ملاحظہ کررہی تھیں۔ یہ خودی کا پیغام دینے والا جہاں انسان کو خودی کی حفاظت کا سبق دیتا ہے۔ وہاں دوسروں کو بھی اس کی عظمت کا یوں احساس دلائے بغیر نہیں رہتا:

آدمیت احترام آدمی

باخبر شو از مقام آدمی(10)

آدمیت کے احترام اور انسانی بھائی چارے کے مخالف جہاں بھی کوئی عصبیت والی تحریک نظر آئی۔ علامہ اسکے مقابل صف آرا ہوئے۔ وہ خود اپنے مقام کے بارے میں یوں کہتے ہیں:

کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی

گستاخ ہے کرتا ہے فطرت کی حنابندی

خاکی ہیں مگر اسکے انداز ہیں افلاکی

رومی ہے نہ شامی ہے کاشی نہ سمرقندی

سکھلائی فرشتونکو آدم کی تڑپ اس نے

آدمؑ کو سکھاتا ہے، آداب خداوندی(11)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

علامہ اقبال نے اپنے الہامی نغموں سے مسلمانوں کو جگایا انہیں مختلف خطروں سے آگاہ کیا۔ اوریوں غیروں کی سازشوں کو ناکام بنادیا۔ اس کے نتیجہ میں برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے قائداعظم کی آواز پر لبیک کہی اور اسلام کے فرزندوں نے عصبیت کو بالائے طاق رکھ کر اخوت، اور رواداری کو اپنا کر ہر طرح کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ اور اس طرح بفضل ایزدی پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بعد ازاں ہم نے اس آزادی کو برقرار رکھنے کی غرض 1925 کی جنگ میں عصبیت سے بالاتر ہو کر قومی اتحاد اور ارتباط کی لو کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اور اب بھی علامہ اقبال کی بیقرار روح ہمیں پکار رہی ہے۔ کچھ یاد دلا رہی ہے۔ کچھ متنبہ کر رہی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ﷺ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیازمانے میں پسپنے کی یہی باتیں ہیں(12)

ہمارا فرض ہے، کہ ہم علامہ اقبال کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ اپنائیں کیونکہ اسی میں ہماری ہی نہیں۔ پوری انسانیت کی فلاح پوشیدہ ہے۔ اس عظیم مقصد کا اہم زینہ تعصب اور عصبیت سے پرہیز کرنا ہے۔ علامہ کے نزدیک حرم کے پرندے کی اڑان سے پہلے اس کے لئے پرفشاں ہونا نہایت ضروری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

غبار آلودہ رنگ ونسب ہیں بال وپر تیرے
تو اسے مرغ حرم اُڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا(13)

حوالہ جات

1) ڈاکٹر، علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، پبلشرز، لاہور، 1999، ص441
2) ایضاً، ص393
3) ایضاً، ص521
4) ایضاً، ص324
5) ایضاً، ص233
6) ایضاً، ص233
7) ایضاً، ص200
8) ایضاً، ص160
9) ایضاً، ص170
10) ایضاً، ص330
11) ایضاً، ص701
12) ایضاً، ص521
13) ایضاً، ص234